سورۂ الم نشرح

آیاتہا ۸ ۔ ۹۴ سورۃ الانشراح مکیۃ ۱۲ ۔ رکوعہا ۱

تمام کے نزدیک یہ سورت مکی ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱

''کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا''۔

شرح صدر سے مراد اس کا کھولنا ہے یعنی کیا ہم نے آپ کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول نہیں دیا۔ ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کے دل کو نرم نہیں کر دیا۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا سینہ کو کھولا جاتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں اسے کھولا جاتا ہے''۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ فرمایا: ''ہاں دنیا (دھوکہ کے گھر) سے پہلو تہی اور آخرت (دار خلود) کی طرف رجوع اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری'' یہ معنی سورۃ الزمر میں آیت اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (زمر: 22) میں گزر چکا ہے۔

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ کا معنی ہے حکمتوں اور علم سے اسے بھر دیا گیا۔ صحیح (1) میں حضرت انس بن مالک سے وہ اپنی قوم کے ایک فرد حضرت مالک بن صعصعہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس اثناء میں کہ میں نیند اور بیداری کی حالت میں بیت اللہ شریف کے پاس تھا کہ میں نے ایک کہنے والے کو سنا: میں تین میں سے ایک تھا میرے پاس سونے کا ایک ٹب لایا گیا جس میں زمزم کا پانی تھا میرا سینہ فلاں سے فلاں جگہ تک کھولا گیا۔ قتادہ نے کہا: میں نے کہا اس سے کیا مراد ہے؟ کہا: میرے بطن کے نیچے سے، کہا: میرا دل نکالا گیا میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے اس جگہ رکھ دیا گیا پھر اسے ایمان اور حکمت کے ساتھ بھر دیا گیا'' (2)۔ حدیث میں قصہ موجود ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میرے پاس دو فرشتے ایک پرندے کی صورت میں آئے جن کے ساتھ پانی اور برف تھی ان میں سے ایک نے میرے سینے کو چیرا اور دوسرے نے اپنی چونچ کے ساتھ اسے کھولا اور اسے دھویا۔ ایک اور حدیث میں ہے'' جاءَنِی مَلَكٌ فشقّ عن قلبی فاستخرج منه عذرة وقال: قلبك وكيع وعيناك بصيرتان وأذناك سميعتان

1۔ یہ ترمذی کی روایت کتاب التفسیر میں ہے۔ مترجم

2۔ جامع ترمذی، باب ومن سورۃ الم نشرح، حدیث 3269، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

أنت محمد رسول الله لسانك صادق ونفسك مطمئنة وخلقك قُثَم وأنت قيم(1)۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اس نے میرے دل کو چیرا اس سے دل نکالا اور کہا: تیرا دل مضبوط ہے تیری آنکھیں روشن ہیں، تیرے کان سننے والے ہیں تو محمد رسول اللہ ہے تیری زبان سچ بولنے والی ہے، تیرا نفس مطمئن ہے، تیرے اخلاق جامع ہیں اور تو امور کا نگران ہے"۔ اہل لغت نے کہا: وکیع کا معنی ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کی حفاظت کرنے والا، یہ لفظ بولا جاتا ہے: سقاء وکیع یعنی ایسا مشکیزہ جو مضبوط ہو جو کچھ اس میں رکھا جائے اس کی حفاظت کرنے والا ہو اسی طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: واستوكعت معدته۔ اس کا معدہ مضبوط ہے قثم کا معنی جامع ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: رجل قثوم للخير۔ ایسا آدمی جو بھلائی کا جامع ہو۔

اَلَمْ نَشْرَحْ کا معنی ہے یقیناً ہم نے اسے کھول دیا ہے اس پر دلیل اس کا معطوف وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ یہ تاویل پر عطف ہے تنزیل پر نہیں کیونکہ اگر یہ تنزیل پر عطف ہوتا تو کلام یوں ہوتی ونضع عنك وزرك یعنی عطف معنی کے اعتبار سے ہے لفظ وصیغہ کے اعتبار سے نہیں۔ یہ چیز اس معنی پر دال ہے اَلَمْ نَشْرَحْ کا معنی قد شرحنا ہے حرف لم نافیہ ہے اور استفہام میں بھی نفی کا تصور موجود ہوتا ہے جب دونوں اکٹھے ہو گئے تو تحقیق کی طرف لوٹ گئے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (التین) اس کا معنی ہے اللہ احکم الحاکمین ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر: 36) کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں۔ اس کی مثل جریر کا شعر ہے جس میں وہ عبدالملک بن مروان کی مدح کرتا ہے:

ألستم خيرَ من ركب المطايا

یقیناً تم سواریوں پر سوار ہونے والوں میں سے بہترین ہو۔

وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝

"اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو"۔

وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ ہم نے آپ سے گناہ کو اتار دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وحللنا وحططنا بھی پڑھا ہے حضرت ابن مسعود نے اسے وحللنا عنك وقرك پڑھا ہے یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح: 2) ایک قول یہ کیا گیا ہے: نبوت سے قبل جو کچھ تھا اس کو آپ سے دور کر دیا۔ وزر کا معنی گناہ ہے معنی یہ ہوگا دور جاہلیت کے جن معمولات میں آپ عمل پیرا تھے ان کو آپ سے دور کر دیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معمولات زندگی اپنی قوم جیسے تھے اگرچہ آپ نے کسی بت کی کبھی بھی عبادت نہ کی۔ قتادہ، حسن بصری اور ضحاک نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اعمال تھے جنہوں نے آپ کو بوجھل کر رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو آپ کے لیے بخش دیا(2)۔

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ اس نے اتنا بوجھل کر دیا یہاں تک اس کی آواز سنائی دی گئی۔ اہل لغت کہتے ہیں: انقض الحمل ظهر الناقة یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب تو بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے اس کی آواز سنے اسی طرح تو کجاوے کی

1۔ دارمی، صفحہ 53	2۔ تفسیر طبری، جلد 24، صفحہ 493

آواز سے۔ جمیل نے کہا:

وحتی تداعتْ بالنقیض حِبالُه　　وهَمّتْ بَوانِي زَوْرِهِ أن تَحَطَّمَا

یہاں تک کہ اس کی رسیوں نے آواز نکالنے کی دعوت دی اور اس کے سینے کی ہڈیوں نے ٹوٹنے کا ارادہ کیا۔

بَوانِي زورہ کا معنی ہے اس کے سینے کی ہڈیاں۔ وزر سے مراد بھاری بوجھ ہے۔ محاسبی نے کہا: اعمال کا وہ بوجھ جسے اللہ تعالیٰ اگر معاف نہ کرتا جس نے آپ کی کمر کو بوجھل کر رکھا تھا اور کمزور کر دیا تھا۔

انبیاء کے خلاف اولیٰ اعمال کو اس بوجھ سے بیان کیا ہے جب کہ وہ سب بخش دیئے گئے ہیں کیونکہ انبیاء ان کو بہت اہمیت دیتے ہیں ان پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہیں اور ان پر حسرت کرتے ہیں۔

سدی نے کہا: ہم نے آپ سے بوجھ کو اتار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قراءت میں وحططنا عنك وقرك ہے جس کا معنی یہی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ہم نے آپ سے دور جاہلیت کے اعمال کا بوجھ اتار دیا ہے۔ حسین بن فضل نے کہا: یعنی جو اعمال خطا یا نسیان کی وجہ سے صادر ہوئے ان کا بوجھ اتار دیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: آپ کی امت کے گناہ بخش دیئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ان میں مشغول رہتا۔

عبدالعزیز بن یحییٰ اور ابو عبیدہ نے کہا: ہم نے نبوت اور اس کی بجا آوری کی ذمہ داریاں آپ کے لیے ہلکی کر دیں یہاں تک کہ وہ آپ پر کچھ بوجھ کا باعث نہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ابتدا میں وحی آپ پر ثقیل ہوتی یہاں تک کہ آپ نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دیں کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور اپنا دیدار کرایا اور عقل کی تبدیلی کا جو اندیشہ تھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زائل کر دیا گیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجھ اٹھانے سے محفوظ رکھا اور نبوت سے قبل آپ کو چالیس سال تک آلودگیوں سے محفوظ رکھا یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہوئی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آلودگیوں سے پاک تھے (1)۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

''اور ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو''۔

مجاہد نے کہا: یعنی آذان میں آپ کا نام بلند کیا۔ اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار ہیں:

وضمّ الإله إسم النبيّ إلى إسمه　　إذا قال في الخمس المؤذن أشهدُ

اللہ تعالیٰ نے نبی کا نام اپنے نام سے ملا دیا ہے جب پانچ آذانوں میں موذن اشہد کہتا ہے۔

ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ارشاد فرماتا ہے: میرا ذکر نہیں کیا گیا مگر تیرا میرے ساتھ ذکر کیا گیا آذان میں، اقامت میں، تشہد میں، جمعہ کے روز منبر پر، عیدالفطر کے دن، عیدالاضحیٰ کے دن، ایام تشریق میں، عرفہ کے دن، جمروں کے قریب، صفا اور مروہ پر، نکاح کے خطبہ میں اور مشرق و مغرب میں۔ اگر ایک بندہ اللہ

1۔ تفسیر بغوی، جلد 4، صفحہ 502

تعالیٰ کی عبادت کرے، جنت، دوزخ اور ہر شئی کی تصدیق کرے اور اس بات کی گواہی نہ دے کہ حضرت محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں تو وہ کسی چیز سے نفع نہیں اٹھائے گا اور وہ کافر ہوگا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے، ہم نے آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی کتابوں میں آپ کا ذکر کیا، ہم نے انہیں آپ کے بارے بشارت دینے کا حکم دیا کوئی دین نہیں مگر آپ کا دین اس پر غالب آکر رہے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ہم نے آسمانوں میں فرشتوں کے ہاں آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور زمین میں مومنوں کے ہاں آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور ہم آخرت میں آپ کا ذکر بلند کریں گے کہ ہم آپ کو مقام محمود اور باعزت درجات عطا کریں گے۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۶﴾

''یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے''۔

بے شک تنگی اور سختی کے ساتھ آسانی یعنی وسعت اور غنا ہے پھر اسی ارشاد کو مکرر ذکر کیا۔ ایک قوم نے کہا: یہ تکرار کلام کی تاکید ہے جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: ارم ارم، پھینکو پھینکو۔ اعجل اعجل جلدی کرو، جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ (التکاثر) ہرگز نہیں عنقریب تم جان لو گے پھر ہرگز نہیں عنقریب تم جان لو گے۔ اس کی مثال جواب کے تکرار میں ہے بلی، بلی، لا، لا یہ اطناب اور مبالغہ کے لیے ہے؛ یہ فراء کا قول ہے اس معنی میں شاعر کا قول ہے:

هَممْتُ بِنفسِيَ بعضَ الهموم فأوْلَى لنفسيَ أولَى لها

میں نے اپنے بارے میں ایسے امور کا ارادہ کیا جو میرے لیے ہلاکت کا باعث تھے جو ہلاکت کا باعث تھے۔

ایک قوم کا نقطہ نظر ہے کہ عربوں کی عادت ہے جب وہ کسی معرف بلام اسم کو ذکر کریں پھر اسے دوبارہ لائیں تو اس سے مراد پہلے والی ذات ہوتی ہے اگر وہ نکرہ ذکر کریں پھر اسے دوبارہ ذکر کریں تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہے یہاں آسانیاں دو ہیں تا کہ امید کے لیے زیادہ قوی ہو اور صبر پر زیادہ برانگیختہ کرنے والا ہو؛ یہ ثعلب کا قول ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایک تنگی پیدا کی ہے اور دو آسانیاں پیدا کی ہیں ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس صورت کی فضیلت میں ایک حدیث ہے لن یغلب عسر یسرین (1) ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تنگی پتھر میں ہو تو آسانی اسے تلاش کر لے گی یہاں تک کہ اس پر داخل ہو جائے گی ایک تنگی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آئے گی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عمر بن خطاب کی طرف خط لکھا جس میں رومیوں کے لشکروں کا ذکر کیا اور ان سے جو خوف محسوس ہو رہا تھا اس کا ذکر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف خط لکھا: اما بعد جب بھی بندہ مومن پر کسی جگہ سختی آتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بعد آسانی پیدا فرما دیتا ہے، بے شک ایک تنگی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں

1۔ تفسیر طبری، جلد 24، صفحہ 495

ارشاد فرماتا ہے: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران) اے ایمان والو! تم صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لیے) اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ۔

ایک قوم نے کہا ان میں سے جرجانی بھی ہے: یہ ایسا قول ہے جس میں اعتراض کی گنجائش ہے اگر اس استدلال کو تسلیم کیا جائے تو ضروری ہوگا کہ جب ایک آدمی کہے: إِنّ مع الفارس سیف، إِنّ مع الفارس سیفٌ کہ سوار ایک ہو اور تلواریں دو ہوں۔ جو بات صحیح ہے وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا جب کہ آپ کم مال رکھنے والے تھے مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر و تنگدستی کی عار دلائی یہاں تک کہ انہوں نے کہا: ہم آپ کے لیے مال جمع کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور خیال یہ کیا کہ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کی وجہ سے آپ کی تکذیب کی ہے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو نعمتیں کی تھیں ان کا شمار کیا۔ اور اپنے اس ارشاد کے ساتھ غنا کا وعدہ کیا: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ یعنی انہوں نے فقر کی وجہ سے جو عار دلائی ہے وہ آپ کو غمگین نہ کرے بے شک اس تنگی کے ساتھ جلدی یعنی دنیا میں آسانی ملنے والی ہے تو جو وعدہ آپ سے کیا تھا اسے پورا کر دیا آپ کا وصال نہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حجاز اور یمن کے علاقہ کو فتح کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال میں وسعت عطا فرمائی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو دو سو اونٹ عطا فرماتے تھے اور عمدہ عطیات دیا کرتے تھے اور اپنے اہل کے لیے سال بھر کے نفقہ کا انتظار فرماتے تھے یہ سب فضل و احسان دنیا سے متعلق تھا اگرچہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس میں آپ کی امت کے بعض افراد بھی داخل ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔

پھر آخرت کے دوسرے فضل کا آغاز فرمایا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلاسا دینا ہے اس کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ یہ ایک اور چیز ہے اس کے ابتدا پر دلیل حروف عطف فاء، واؤ وغیرہ سے خالی ہونا ہے جو عطف پر دلالت کرتے ہیں یہ تمام مومنین کے لیے عام وعدہ ہے کوئی بھی اس سے خارج نہیں یعنی دنیا میں مومنوں کے لیے تنگی کے ساتھ آخرت میں لامحالہ آسانی ہوگی۔ بعض اوقات دنیا اور آخرت کی آسانی جمع ہو جائے گی۔ حدیث طیبہ میں جو ہے لن یغلب عسر یسرین سے مراد ہے ایک تنگی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔ اگر غالب آئے بھی تو ایک پر غالب آئے گی وہ دنیا کی آسانی ہے جہاں تک آخرت کی آسانی کا تعلق ہے وہ ہر صورت ہو کر رہے گی، اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی یا یہ کہا جائے گا کہ عسر سے مراد اہل مکہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنا ہے اور یسر سے مراد فتح مکہ کے روز دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ میں عزت و شرف کے ساتھ داخل ہونا ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

"پس جب آپ (فرائض نبوت سے) فارغ ہوں تو (حسب معمول) ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب

کی طرف راغب ہو جائیں"۔

اس میں دو مسئلے ہیں:

فَرَغْتَ اور فَانْصَبْ کا معنی و مفہوم

مسئلہ نمبر 1۔ فَاِذَا فَرَغْتَ حضرت ابن عباس اور قتادہ نے کہا: جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مبالغہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کریں (1)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آپ فرائض سے فارغ ہوں تو رات کے قیام میں مصروف ہو جائیں (2)۔ کلبی نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کی تبلیغ سے فارغ ہوں تو اپنے لیے مومنین اور مومنات کے لیے استغفار کریں۔ حسن اور قتادہ نے کہا: جب اپنے دشمن کے ساتھ جہاد سے فارغ ہوں تو اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو جائیں۔ مجاہد سے مروی ہے: جب دنیا سے فارغ ہوں تو اپنی نماز میں شروع ہو جائیں اس کی مثل حضرت حسن بصری سے مروی ہے۔ حضرت جنید نے کہا: جب مخلوق کے معاملہ سے فارغ ہوں تو حق کی عبادت میں کوشش کیجئے۔ ابن عربی نے کہا: جس نے اس آیت فَانْصَبْ کو صاد کے کسرہ اور ابتدا میں ہمزہ قطعی کے ساتھ پڑھا تو وہ بدعتی ہے انہوں نے کہا: اس کا معنی ہے امام کو معین کیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہو۔ یہ قراءت میں باطل ہے، معنی میں باطل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔ بعض جہلاء نے اسے فانصبّ پڑھا ہے معنی ہے جب تو جہاد سے فارغ ہو تو اپنے شہر کی طرف لوٹنے میں جلدی کیجئے، یہ بھی قراءت کے اعتبار سے باطل ہے کیونکہ اجماع کے خلاف ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: السفرُ قطعةٌ من العذاب يمنع أحدكم نومه، طعامه وشرابه فإذا قضى أحدكم نهمته فليعجل الرجوع الى أهله (3) سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے وہ تمہیں نیند، کھانے اور مشروب سے روک دیتا ہے جب تم میں سے کوئی اپنی حاجت سے فارغ ہو تو وہ اپنے گھر کی طرف لوٹنے میں جلدی کرے۔ لوگوں میں از روئے عذاب کے سب سے سخت اور از روئے ٹھکانہ کے سب سے برا وہ ہوگا جو صحیح معنی لے اور اپنی جانب سے اس پر قراءت یا حدیث سوار کر دے وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا ہے، اس کے رسول پر جھوٹ بولنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔

مہدوی نے کہا: ابو جعفر منصور سے مروی ہے کہ اس نے اَلَمْ نَشْرَحْ حاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا۔ یہ بعید ہے۔ کبھی اس کی تاویل نون خفیفہ کے ساتھ کی جاتی ہے پھر وقف میں نون کو الف سے بدل دیا پھر فصل کو وقف پر محمول کیا۔ پھر الف کو حذف کر دیا گیا۔ اس پر بطور دلیل یہ شعر پڑھا:

اِضْرِبَ عنك الهمومَ طارِقَها ضربك بالسوط قَوْنَسَ الفَرَسِ

یہاں اضرب کو اِضْرِبَنْ مراد لیا ہے۔ ابو سمال سے مروی ہے: فاذا فرِغت یعنی راء کے نیچے کسرہ ہے یہ بھی اس میں لغت ہے اسے فَرْغَبْ بھی پڑھا گیا ہے یعنی لوگوں کو اس امر کی طرف رغبت دلائیے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

1۔ النکت والعیون، جلد 6، صفحہ 297 2۔ تفسیر بغوی، جلد 4، صفحہ 503 3۔ مسند امام احمد، حدیث نمبر 7225

مسجد میں کھیلنا اور اس کے احکام

مسئلہ نمبر 2۔ ابن عربی نے کہا: شریح سے یہ بات مروی ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو عید کے روز کھیل رہے تھے شریح نے کہا: شارع نے اس کا تو حکم نہیں دیا۔ اس میں (ان کے قول میں) اعتراض کی گنجائش ہے کیونکہ حبشی عید کے روز مسجد نبوی میں ڈھال اور برچھا کے ساتھ کھیلا کرتے تھے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ رہے ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں داخل ہوئے جب کہ ان کے ہاں انصار کی بچیوں میں سے دو بچیاں گا رہی تھیں حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں شیطان کی مزمور (گیت) ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ان دونوں کو چھوڑ دو کیونکہ یہ یوم عید ہے''۔ اس میں اعمال کو کوشش سے برا کہنا لازم نہیں آتا بلکہ یہ مخلوق کے لیے مکروہ ہے۔